REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ ۲۹ شعبان ۱۳۷۸ھ

فی پرچہ ۱۰/

جلد ۴۸/۱۳ | ۱۰ امان ۱۳۳۸ھش ۱۰ مارچ ۱۹۵۹ء | نمبر ۵۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

درد اور ورم میں خفیف سا فرق ہے

احباب خاص توجہ اور درد و الحاح سے حضور کی صحت یابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۹ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کراچی سے آمدہ اطلاعات درج ذیل ہیں۔

(۱) کراچی ۷ مارچ

"طبیعت تاحال پہلے جیسی ہی ہے۔" (خلیفۃ المسیح)

(۲) پرائیویٹ سکرٹری صاحب کا کراچی سے فون آیا ہے کہ

کراچی ۸ مارچ۔

حضرت صاحب کو رات نیند اچھی آگئی۔ مگر ابھی تک درد نہیں گئی البتہ خفیف سا فرق ہے۔ ورم میں بھی کمی ہے۔ بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ کراچی سے واپس جانے پر آرام آجائیگا کیونکہ کراچی کی آب و ہوا موافق نہیں ہے۔

(۳) کراچی ۹ مارچ (بذریعہ فون)

طبیعت پہلے جیسی ہی ہے: درد اور ورم کی تاحال شکایت ہے۔ البتہ بخار اب نہیں ہے۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

احباب خاص توجہ اور درد و الحاح سے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت یاب فرمائے اور پوری صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے آمین

مارشل لا کے تمام ضابطوں اور پالیسیوں کا واحد مقصد سول نظم و نسق کو مضبوط بنانا ہے

پشاور میں اعلیٰ افسروں سے صدر جنرل محمد ایوب خاں کا خطاب

پشاور ۹ مارچ۔ صدر جنرل محمد ایوب خاں نے کل شام گورنمنٹ ہاؤس میں اعلیٰ افسروں سے گفتگو کی۔ اور مختلف مسائل کے بارے میں سرکاری پالیسی واضح کی۔ صدر نے بتایا کہ مارشل لا کے تمام ضابطوں اور پالیسیوں کا واحد مقصد سول نظم و نسق کو مضبوط بنانا ہے لہٰذا سب سرکاری ملازموں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے قابل اعتراض اقدامات کی خاطر سیاستدانوں کو مورد الزام ٹھہرانے کی عادت ترک کر دیں گے۔ اور عوام کے مسائل جلد اور دیانتداری کے ساتھ حل کریں گے۔

ایک سوال پر صدر نے کہا تعلیمی کمیشن کا کام ہے کہ موجودہ رسم الخط جاری رہے یا رومن رسم الخط جاری کیا جائے۔ اگر کمیشن نے رومن رسم الخط کی سفارش کی۔ تو میں عوام کو اس تجویز کی افادیت کا قائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ صدر نے کہا کہ تعلیمی نظام میں انقلابی تبدیلیاں تجویز کرتے وقت ملک کے مالی وسائل کو پیش نظر رکھنا پڑے گا۔ آپ نے اس رائے سے اتفاق کیا کہ ٹیکنیکل تعلیم کو تعلیمی نظام میں مناسب مقام حاصل ہونا چاہیئے۔

اناج میں خود کفیل ہونے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے صدر نے کہا میری رائے میں پاکستان کا ایک عظیم ترین مسئلہ آبادی میں زبردست اضافہ ہے یہ مسئلہ سنجیدہ غور و فکر کا محتاج ہے۔ اور اگر ملک کے وسائل آبادی کی ضروریات کے کفیل نہ ہو سکیں تو کوئی حقیقی ترقی ممکن نہیں

ایرانی مجلس نے نئے دفاعی سمجھوتے کی منظوری دیدی

معاہدہ اب منظوری کے لئے سینٹ میں پیش کیا جائے گا۔

تہران ۹ مارچ۔ ایران اور امریکہ کے درمیان انقرہ میں جو نئے دفاعی سمجھوتے پر حال ہی میں دستخط ہوئے ہیں۔ کل ایرانی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں (مجلس) نے انکی منظوری دیدی۔ ایرانی وزیر خارجہ آقائے علی اصغر حکمت نے کل ایوان میں تقریر کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ ایران روس اور امریکہ دونوں کی دوستی حاصل کرنے میں کامیاب رہے گا۔ اب یہ معاہدہ منظوری کے لئے سینٹ میں پیش کیا جائے گا۔

پاکستان نے دوسرا ٹیسٹ بھی جیت لیا

ڈھاکہ ۹ مارچ۔ پاکستان نے کل ویسٹ انڈیز کے مقابل پر ۴۱ رنز سے دوسرے ٹیسٹ میچ میں بھی کامیابی حاصل کر کے ٹیسٹ میچوں کا موجودہ سلسلہ جیت لیا۔ دوسرے ٹیسٹ میچ میں پاکستان نے اپنی پہلی اننگز میں ۱۴۵ اور دوسری اننگز میں ۱۴۴ رنز بنائے تھے ویسٹ انڈیز نے اپنی پہلی اننگز میں صرف ۷۶ سکور کیا تھا۔ اور دوسری اننگز میں ۱۷۲ رنز بنا سکی۔ اس طرح دوسرا ٹیسٹ میچ مقررہ وقت سے دو دن اور ۱۴ منٹ پہلے ختم ہوگیا۔

صدر جنرل محمد ایوب خان نے ڈھاکہ ٹیسٹ میچ میں پاکستانی ٹیم کی جیت کو شاندار کامیابی قرار دیا ہے۔

سوئیکارنو اور ہوچی منہ کا مشترکہ اعلان

جاکرتہ ۹ مارچ۔ انڈونیشیا کے صدر احمد سوئیکارنو اور شمالی ویٹ نام کے صدر ہوچی منہ نے ایک مشترکہ اعلان میں مطالبہ کیا ہے کہ دنیا کو ایک تباہ کن جنگ سے بچانے کے لئے عام اسلحہ میں کمی اور ایٹمی اسلحہ کی تیاری کی یکسر ممانعت کر دی جائے یہ مشترکہ اعلان صدر ہوچی منہ کے انڈونیشیا کے دس روزہ سرکاری دورہ کے خاتمے پر جاری کیا گیا

ایٹمی تجربے بند کرنے کی درخواست

نئی دہلی ۹ مارچ۔ بھارتی پارلیمنٹ کے ۳۲ ارکان نے اقوام متحدہ کے نام ایک تار ارسال کیا ہے کہ ایٹمی تجربے بند کرنے پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ایٹمی طاقت صرف پرامن مقاصد کے لئے استعمال ہونی چاہیئے۔

ڈھاکہ میں آتشبازی

ڈھاکہ ۹ مارچ۔ اعلان کیا گیا ہے کہ پاکستانی ٹیم اور ویسٹ انڈیز کی ٹیم کے اعزاز میں آج رات ۸ بجے ڈھاکہ سٹیڈیم میں آتشبازی کی جائے گی۔ اس موقعہ پر ڈنر بھی دیا جائے گا۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۹ء

اردو کا مستقبل

آج انسان ایک قوم اور تمام دنیا ایک ملک کی حیثیت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ بین الاقوامی تجارت ہر کہیں سے ضروری اشیاء ہر کہیں منتقل کر رہی ہے۔ صرف تجارتی مال ہی اس طرح ادل بدل نہیں ہو رہا، بلکہ ایک ملک کی ثقافت۔ مذہب۔ سیاست۔ معاشرت وغیرہ دوسرے ملکوں پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں ہزاروں زبانیں ہیں۔ ملک ملک کی بولی جدا ہے۔ تاہم دنیا کا کاروبار چل رہا ہے۔ کس طرح چل رہا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بعض زبانوں کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ ان زبانوں میں سے انگریزی نمبر اول پر ہے۔ دنیا کا شاذ ہی کوئی چھوٹا بڑا ملک ہوگا۔ جہاں انگریزی زبان جاننے والے نہ ملتے ہوں۔ راقم الحروف مصر اور سوڈان کے سفر میں اکثر انگریزی کے ذریعہ کام نکالتا رہا ہے۔ سویز سے قاہرہ جاتے ہوئے ریل گاڑی میں ضرورت پڑی تو ایک مصری سے انگریزی میں ہی گفتگو سے کام چلایا۔ اسی طرح ایک دفعہ قاہرہ میں جب اپنے مکان کا راستہ بھول گیا۔ تو مصری کانسٹیبل سے انگریزی ہی میں راستہ معلوم کیا۔ اسی طرح مصر سے سوڈان کے سفر میں ایک ارمنی کے ساتھ انگریزی ہی میں تبادلہ خیال کرتا رہا۔ اور سوڈان میں بھی انگریزی زیادہ تر کام آئی۔ اقوام متحدہ کے ایوان میں بھی انگریزی ہی میں زیادہ تقریریں ہوتی ہیں۔ اگرچہ بعض دوسری زبانوں میں بھی تقریر کی اجازت ہے۔ اسی طرح دنیا کے کسی خطہ میں چلے جاؤ۔ انگریزی سے بہت کچھ کام نکل جاتا ہے۔

انگریزی کے بعد شاید فرانسیسی کا نمبر ہے۔ خاص کر مشرق وسطی کے اسلامی ممالک میں فرانسیسی بہت رائج ہے۔ اگرچہ ان ممالک میں اب انگریزی سے بھی کام چل جاتا ہے۔ لیکن فرانسیسی ہی زیادہ چلتی ہے۔ اس طرح انگریزی اور فرانسیسی سے دنیا کے ایک معتدبہ حصہ میں کام چل جاتا ہے۔ ان کے بعد وہ زبانیں آتی ہیں۔ جو ساری دنیا میں تو نہیں بلکہ دنیا کے ایک بڑے حصہ میں کارآمد ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے عربی روسی۔ ایرانی۔ چینی۔ ولندیزی زبانوں کو درجہ بدرجہ خاص اہمیت حاصل ہے بین الاقوامی حیثیت کے لحاظ سے انہی زبانوں میں اردو کا شمار بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بین الاقوامی حیثیت اختیار کرنے کی صلاحیت میں ہمارا خیال ہے اردو کو ان آخر الذکر زبانوں سے بھی فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ انگریزی کے بعد شاید اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو ہر زبان کے لفظ کو اصل صورت میں اپنا سکتی ہے۔ اس لحاظ سے تو اسکو انگریزی پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ انگریزی زبان میں عربی۔ فارسی اور ہندی کے خاص تلفظ ادا نہیں ہو سکتے مگر اردو میں ہو سکتے ہیں۔ اردو کی یہ فوقیت کچھ تو عربی اور فارسی کے رسم الخط کی وجہ سے ہے۔ اور کچھ ہندی تلفظ شامل کرنے کی وجہ سے ہے۔ مثلاً ط ص۔ ض۔ ع۔ ق۔ ژ۔ ذ وغیرہ حروف۔ فارسی عربی رسم الخط کی وجہ سے اردو میں رائج ہو گئے ہیں۔ اور ڈ۔ ڈھ بھ۔ چھ۔ کھ۔ گھ وغیرہ ہندی کے تلفظ کا احسان ہے۔ اس طرح رسم الخط اور تلفظ کی وسعت کی وجہ سے اردو زبان میں انگریزی سے بھی زیادہ بین الاقوامی زبان بننے کی صلاحیت موجود ہے۔

اردو کے متعلق بعض باتیں بڑی حیرت انگیز ہیں۔ اول یہ کہ اس وقت تک یہ زبان کسی ملک کی سرکاری زبان نہیں۔ وہ علاقہ جہاں اس کو کبھی مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اور جہاں اس نے اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں پرورش پائی وہاں سے اسے دیس نکالا دیا جا چکا ہے۔ وہ زبان جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ ؎

دلی نہیں دیکھی ہے زباندان یہ کہاں ہیں

اور جس کے متعلق داغ نے دکن میں بیٹھ کر کہا تھا کہ ؎

اردو ہی وہ نہیں جو ہماری زبان نہیں

آج وہ پریشان دیار ہو چکی ہے ؎

دوسری بات جو اردو کے متعلق حیرت انگیز ہے۔ وہ یہ ہے کہ بھارت اور پاکستان میں اردو ہی کو علمی زبان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اور نہ صرف یہ بھارت اور پاکستان میں بین الاقوامی حیثیت کی مالک ہے۔ بلکہ دنیا کے بہت سے ملکوں جیسے جاپان۔ روس ترکی۔ مصر وغیرہ میں اسکو بطور دنیا کی ایک مستقل زبان سکھانے کے لئے انتظامات موجود ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ نہ صرف ایشیا اور افریقہ کے ساحلوں بلکہ شاید دنیا کی تمام بندرگاہوں میں اردو زبان سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

تیسری حیرت ناک بات یہ ہے کہ بھارت میں جتنا اسکو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور پاکستان میں جتنی اس سے بے پروائی برتی جاتی ہے اتنی ہی یہ پھیلی چلی جاتی ہے۔ الغرض جس طرح یہ بے سہارا پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح آج بھی بے سہارا یہ خود بخود ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور ہمیں اعتماد ہے کہ کم از کم مشرق میں جلد یا بدیر یہ زبان وہی پوزیشن حاصل کرے گی۔ جو آج انگریزی کو تمام دنیا میں حاصل ہے۔

چوتھی بات جو ہم اردو زبان کے پھیلاؤ کے متعلق کہنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ احمدیت کو اس زبان سے خاص تعلق ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کا اکثر حصہ اسی زبان میں ہے۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی تقریباً تمام تصانیف اسی زبان میں ہیں دوسرے اکابر احمدی علماء کی تصانیف بھی اسی زبان اردو میں ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ احمدیوں کا تمام عظیم دینی لٹریچر اسی زبان میں ہے۔

اس لئے جہاں جہاں دنیا میں احمدی مشن قائم ہیں۔ اور وہ تمام دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں۔ وہاں وہاں اردو زبان کا پہنچنا لازم ہے۔ چنانچہ احمدیوں کے ذریعہ بھی اردو تمام دنیا کے ممالک میں پہنچ چکی ہے۔

الغرض "اردو" میں بین الاقوامی بولی اور علمی زبان بننے کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ یہ ایک قدرتی پودا ہے۔ جو روز بروز پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور باوجود ہماری بے توجہی کے خود بخود پروان چڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور پھول پھل لا رہا ہے۔ اور یہ دنیا کی اہم ترین زبان بنتی جا رہی ہے۔ اور دنیا کے بڑے بڑے ملک امریکہ۔ روس۔ برطانیہ جاپان وغیرہ اس زبان میں ریڈیو سے پروگرام نشر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

لاہور کی حالیہ اردو کانفرنس میں جو مقالے پڑھے گئے ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کی خاص توجہ اردو زبان کو ترقی دینے کی طرف ہو چکی ہے۔ اور ایسی تجاویز اور تدابیر پیش کی گئی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے نہ صرف اس کو ترقی دی جا سکتی ہے۔ بلکہ پاکستان میں اسکو ذریعہ تعلیم بنایا جا سکتا ہے۔ فی الواقعہ اسے ذریعہ تعلیم بنانے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جلد یا بدیر ایسا ہو کر رہے گا آج ہمیں اس میں جو خامیاں نظر آتی ہیں تھوڑی سی ہمت سے یہ خامیاں دور کی جا سکتی ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ کچھ مدت تک اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی کا معیار بھی بلند رکھا جائے۔ اور انگریزی زبان کے علمی ذخیروں کو جلد از جلد اردو میں منتقل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اردو کا دامن بہت وسیع ہے۔ اور وہ انگریزی زبان کی علمی اصطلاحات کو بھی بلا تغیر سمیٹ سکتی ہے۔ جدید عربی اور فارسی بلکہ ہندی میں جو مانوس اصطلاحات نظر آئیں انہیں داخل کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ اگر اردو کے بہی خواہ جو یقیناً بہت تعداد میں ہیں اپنی خاص توجہ اس طرف مبذول کریں۔ تو یقیناً اردو زبان نہ صرف معیاری علمی زبان بن سکتی ہے۔ بلکہ دنیا کی بین الاقوامی زبانوں میں اونچا مقام حاصل کر سکتی ہے ؟

زندہ مذہب اسلام

تقریر محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء

(قسط نمبر ۱)

مضمون کی اہمیت و ضرورت

میرا مضمون، زندہ مذہب ہے ظاہر ہے زندہ مذہب سے مراد مذہب اسلام ہے۔ اس مضمون کے بیان کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ فی زمانہ مذہب کی ضرورت کے قائل تو سبھی لوگ ہیں۔ خاص کر جب سے دنیا میں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے والے آلات تیزی سے ایجاد ہونے لگے ہیں اور آپس میں صلح سے رہنے کی کوئی صورت بھی پیدا نہیں ہو رہی۔ تب سے تو قوموں کی زندگی میں بھی اور افراد کی زندگی میں بھی ایک خلا سا نظر آ رہا ہے۔ ایک مایوسی سی طاری ہے۔ جس کا اثر چھپائے نہیں چھپتا۔ اور باوجود ظاہری ٹیپ ٹاپ کے اور ظاہری تگ و دو کے ایک ایسی عالمگیر بے یقینی اور بے ذوقی سی پائی جاتی ہے۔ جس کے علاج کے لئے اکثر لوگ فکر میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر چند کہ وہ قریباً سارے ہی یہ مانتے اور کہتے ہیں کہ مذہب میں اس کا علاج ہے۔ کیونکہ مذہب انسانی ذہن کی سطح کو بلند کر دیتا ہے۔ دنیا کے لالچوں اور جھگڑوں سے کنارہ کشی پیدا کرتا ہے اور زندگی کو پُر معنی اور پُر مطلب بنا دیتا ہے لیکن پھر بھی وہ مذہب کو پیش کرتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں۔ اور کئی ان میں سے صاف اقرار کرتے ہیں کہ مذہب کی جو طاقت تھی یا جو اس کا اثر تھا وہ سب قصۂ ماضی بن چکا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب مذہب دلوں کو گرمایا کرتا تھا۔ جب وہ قوموں کی کایا پلٹ دیا کرتا تھا۔ اور انسانوں کی نظر کو بہت اونچا اور بہت پاک و صاف کر دیتا تھا۔ لیکن اب نہیں۔ اب اس میں وہ اثر اور برکت نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اب مذہب، زندہ مذہب نہیں رہا۔ اب مذہب کا ڈھانچہ موجود ہے۔ لیکن اس ڈھانچے میں جان نہیں۔ ظاہری عبادات موجود ہیں، ritual موجود ہے، آداب اور رسوم موجود ہیں۔ لیکن ان میں جو روح کبھی ہوتی تھی وہ کالعدم ہو چکی ہے۔

اخلاقی اور روحانی لحاظ سے زندگی اور موت

اسی زندگی اور موت کے فرق کو سمجھانے کے لئے اور اس کے متعلق سوچنے کی عادت ڈالنے کے لئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یاد رکھو زندگی اور موت برابر نہیں ہو سکتے۔

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (۳۵، ۲۳)

بظاہر یہ سطحی سا مضمون ہے۔ گویا ایک بالکل ظاہر و باہر حقیقت کو منوانے کی تلقین کی ہے۔ جس کے منوانے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ جس کے ماننے کی کوئی داد نہیں مل سکتی لوگ اسے سمجھتے اور مانتے ہی ہیں۔ قرآن شریف میں کوئی ایسی سطحی بات بیان نہیں ہو سکتی۔ پھر زندگی اور موت کے فرق کی طرف کیوں توجہ دلائی؟ اسلئے کہ ایک زندگی اور موت جسمانی اور مادی ہوتی ہے۔ اس کے فرق کو تو سب سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک زندگی اور موت اخلاقی یا روحانی ہوتی ہے۔ اس اخلاقی اور روحانی زندگی اور موت کے فرق کو کئی لوگ بلکہ اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اور اس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے گھاٹے میں رہتے ہیں۔ اسی فرق کی طرف توجہ دلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ زندگی اور موت کو برابر نہ سمجھو، اسی طرح نور اور ظلمت کو برابر نہ سمجھو۔ اسی طرح بینا اور نابینا کو برابر نہ سمجھو۔ یہ روحانی امور ہیں نہ کہ جسمانی۔ اور روحانی امور باریک ہوتے ہیں۔ ان امور کو لوگ سمجھتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے۔

قوموں کی زندگی کو دیکھا جائے تو وہ بھی دو قسم کی ہوتی ہے اور ایک مادی اور دوسری روحانی۔ اس وقت قومی لیکن قومی مادی زندگی کا اعلیٰ نمونہ یورپ نے پیش کر دکھایا ہے لیکن روحانی زندگی کا نمونہ پیش نہیں کیا۔ اسلئے باوجود اس کے کہ یورپ کی ظاہری ترقی ہر شخص کو متاثر کرتی ہے۔ وہ اندر سے خالی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین مبصرین سادی قیل و قال کے بعد یہاں آ کر رک جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے اور مانتے ہیں کہ بنی نوع انسان کو روحانی طور پر زندہ کرنا اور زندہ رکھنا ضروری ہے۔

ورنہ اس کی مادی زندگی بھی ہیچ ہے۔ پھر وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مذہب نے گزشتہ زمانوں میں یہ کام کر کے دکھایا ہے۔ لیکن آج وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مذہب خود مُردہ ہے۔ اسلئے آج مذہب کے پیش کرنے سے دُنیا کی مشکلات حل نہیں ہو سکتیں۔

گویا اصل سوال یہ ہے کہ مذہب کو زندہ کیسے کیا جائے؟

آج سے ساٹھ ستر اسّی سال پہلے دنیا کے تمام مذاہب، مذہب کی اس ضرورت سے بالکل بے خبر تھے اور اپنے اپنے زعم میں ایک دوسرے پر حملہ آور تھے۔ ہر مذہب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اپنی اپنی فضیلت کے کچھ دلائل سمجھ رکھے تھے۔ اپنی اپنی طاقت کا بھی گھمنڈ تھا اور سب کو اپنی اپنی جگہ خیال تھا کہ ہم دنیا میں غالب آ جائیں گے اور دنیا میں بس ہمارا ہی دور دورہ ہو گا۔ ان میں سے کسی کو یہ خیال نہ تھا کہ زمانہ سارے مذاہب کیلئے ایک زبردست امتحان پیدا کرنے والا ہے اور انسانیت ایسے خطرے سے دوچار ہونے والی ہے جس میں آپس کے مقابلے اور آپس کی مخاصمتیں بھولنی پڑیں گی۔ اور ایک دوسرے کے مقابلے ہیچ ہو کر رہ جائیں گے۔ اور سب کو مل کر ایک ایسے سوال کا جواب دینا ہو گا جس سوال کا جواب نہ پانے کی صورت میں سارے بنی نوع انسان گویا موت کے مُنہ میں ہونگے۔ وہ سوال یہ تھا کہ یہ ٹھیک ہے کہ روحانی زندگی کا ضامن مذہب ہے لیکن مذہب کی اپنی بنیاد کیا ہے؟

مذہب کی بُنیاد

مذہب ایک پیدا کرنے والے کا پتہ دیتا ہے۔ انسانی زندگی کا ایک مقصد قرار دیتا ہے۔ اور اس مقصد کو بہت دُور لے جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے کوشش کی ابتدا اس ورلی زندگی میں شروع ہوتی ہے لیکن اس کی انتہا پرلی زندگی کی نہ ختم ہونے والی حدود پر جا کر ٹھہرتی ہے لیکن اس پیدا کرنے والے کے متعلق اور اُس آنے والی زندگی کے متعلق جو اس دنیا کی زندگی سے کئی گنا زیادہ اہم اور زیادہ پُر معنی اور پُر مطلب ہے۔ ان دونوں حقیقتوں کے متعلق وہ ایمان اور یقین اور امید کیسے پیدا ہو جس سے یہ حقیقتیں بے جان الفاظ ہی نہیں، بزرگوں سے پہنچی ہوئی روایات ہی نہیں، جیتی جاگتی حقیقتیں بن جائیں؟

طمانیت اور سکون کا سامان

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے دنیا پر اس آنے والی مصیبت اور اس آنے والے امتحان کا خوب پہلے اندازہ کر کے ایسا انتظام کر دیا کہ کم از کم سوچنے والوں کے لئے اس میں طمانیت اور سکون کا پورا پورا سامان موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ نے دنیا کے سامنے کوئی دعویٰ پیش نہ کیا تھا کہ آپ کا دل دنیا کی روحانی موت کو دیکھ کر خون ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کہ سب مذاہب اپنے اپنے ماننے والوں کو پُرانے قصّوں پر پال رہے ہیں۔ سب اس یقین اور ایمان سے خالی ہیں جو مذہب کی جان اور روح ہیں۔ اور تعجب یہ کہ باوجود باطن میں خالی ہونے کے سب کے سب اسلام پر حملہ آور ہیں اور غریب اسلام ایسا مظلوم بنا ہوا ہے کہ کیا دہریہ، کیا عیسائی، کیا آریہ اور کیا برہمو سب کے سب اسلام کے خلاف زبان طعن کھول رہے ہیں۔ کسی کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔ نہ ہی انسانیت نہ مذہب کے مفاد کی فکر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آہ و زاری خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے کلام سے نوازا اور آپ کو کمالِ یقین کے درجے پر کھڑا کیا۔ آپ پر اسلام اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے دلائل کھول دیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام

چنانچہ آپ نے دنیا سے پہلا خطاب ہی یہ کیا کہ نہ صرف خدا زندہ ہے بلکہ دنیا میں ایک مذہب ایسا بھی ہے جو زندہ ہے اور وہ مذہب اسلام ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح اس کی برکتیں اور اس کے کمالات اور اس کے پھل پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ آگے بھی گئے ہیں، اور اب بھی موجود ہیں، اب بھی ان کو آزمایا جا سکتا ہے اور ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے وکیل اور گواہ بن کر دنیا میں پیش ہوئے

لیکن یہ خالی اسلام کی وکالت اور گواہی نہ تھی، مذہب کی گواہی بھی تھی۔ یہ اس زندہ خدا کی گواہی تھی۔ جس نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ہی اس کی ہدایت کا سامان بھی کر دیا تھا۔ اور جو ہر زمانہ میں اس کا پرسان حال رہا۔ آپ نے دنیا میں اعلان کیا اور کہا کہ دیکھو اسلام زندہ ہے۔ اسلام کا خدا بھی زندہ ہے۔ اسلام کی کتاب بھی زندہ اسلام کا رسول بھی زندہ ہے۔ ان میں کوئی بھی قصہ ماضی نہیں۔ بلکہ ہر ایک مستقل حقیقت ہے۔ اور آج بھی ایسی ہی زندہ اور پر تاثیر اور فیض رساں ہے۔ جیسی کہ وہ پہلے تھی۔ اس پر ہندؤں کے ایک گروہ نے دیکھا کہ زمانے کے باقی داعیان دین سب کے سب اپنے اپنے گروہ کی ترقی کی خاطر زور لگا رہے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ اگرچہ بظاہر وہ بھی ایک گروہ کی خاطر آواز اٹھا رہے ہیں۔ لیکن ان کی آواز میں ایسی طاقت اور وسعت ہے کہ اس سے نہ صرف اسلام اور مسلمانوں میں ہی زندگی کی رو دوڑ نے لگی ہے۔ بلکہ خود مذہب زندہ ہونے لگا ہے۔ اور اس طرح مذہب کی قیادت ایک مسلمان گروہ کے ہاتھ میں جا رہی ہے۔ یہ دیکھکر اس گروہ نے اس بات کی تلاش کی کہ حضرت مرزا صاحب کی آواز اور آپ کے پیغام میں جو طاقت ہے۔ اس کا اصل موجب کیا ہے؟ تو انہیں معلوم ہوا کہ آپ کے پیغام کی طاقت کا اصل موجب وہ وحی ہے۔ جس نے آپ کے سینے اور آپ کے دل کو منور کر دیا ہے۔ اور جس نے آپ کے قلم اور آپ کی زبان میں گویا انقلاب کی کنجی رکھدی ہے۔

فلسفیانہ محاذ

زمانے نے اس ہندو گروہ کو اسلام کے مقابلے کے لئے اکسایا۔ اسی نے اس مقابلہ کے لئے فلسفیانہ محاذ کھڑا کیا اور خیریت اس میں سمجھی کہ وحی کی اہمیت کو گرا دیا جائے۔ اور سمجھا کہ اس طرح اس آواز کا مقابلہ کر سکیں گے۔ جس سے اسلام کو ایک نئی طاقت مل رہی تھی۔ اور مذہب سیادت مسلمانوں کے ہاتھ میں جا رہی تھی۔ یہ گروہ برہمو سماج کا گروہ تھا۔ جو ایک طرف ہندؤں کی قدیم کتابوں کے سہارے اور دوسری طرف مغربی سائنس اور مغربی فلسفہ کے سہارے اٹھا۔ اس نے تمام قدیم مذہبی کتابوں کے مقدس اور محترم ہونے کا اعلان کیا۔ توحید کا بھی اقرار کیا۔ انبیاء کے پاکباز ہونے کا بھی اعلان کیا۔ حیات آخرۃ کو بھی تسلیم کیا۔ لیکن الہام اور وحی کی حقیقت اور اس کے روحانی فوائد سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اس بات کا انکار کیا کہ الہام خدا کی طرف سے انسان پر نازل ہوتا ہے اور انسان کے لئے ایسا علم اور ایسی ہدایت اور ایسی سمجھ اور ایسا نور عطا کرتا ہے۔ جو انسان کو مجرد عقل اور سمجھ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ الہام کے متعلق کہتے کہ یہ در اصل ایک جوہر قابل کی اپنی ہی عقل اور سمجھ کا نچوڑ ہوتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ برہمو سماج کا گروہ ایک چھوٹا سا گروہ تھا۔ چنانچہ آج یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ گروہ ہندوستان میں یا کسی اور جگہ موجود بھی ہے یا نہیں۔ پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو خطاب کے قابل سمجھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ برہمو سماج کی طرف سے ان خیالات کا پیش ہونا تو ایک اتفاقی بات تھی۔ اصل میں جو خیال انہوں نے پیش کیا۔ ایک مستقل خیال ہے۔ جو ہر زمانے اور ہر کلچر میں تھوڑے تھوڑے اختلاف سے سر نکالتا رہتا ہے اور مذہب کے پردے میں اور بظاہر مذہب سے لگاؤ کا اظہار کر کے مذہب پر دانستہ یا نادانستہ حملہ آور ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے برہمو سماج کے لیڈروں کو مخاطب کیا۔ لیکن صاف کہدیا کہ تمہارے خیالات سے دہریت کی بو آتی ہے۔ یہ بات کیسی سچی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ برہمو سماج کی ایک شاخ نے کھلم کھلا دہریہ خیالات کو اپنا لیا اور اپنے تمام وسائل کو دہریہ خیالات کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا (شو نرائن اگنی ہوتری جو پہلے برہمو تھا۔ دہریہ گروہ دیو سماج کا بانی ہوا) برہمو سماج والے نہ صرف گذشتہ الہاموں اور وحیوں کو مختلف انسانوں کے قلبی خیالات کا نتیجہ قرار دیتے، بلکہ عام طور پر عقل اور الہام کا مقابلہ کرتے۔ گویا یہ اثر پیدا کرتے کہ مذہب الہام کو عقل کے مقابلے میں رکھتا ہے۔ اور عقل پر الہام کو ترجیح دیتا ہے۔ اس سے وہ طبائع جو زمانہ حال کے علوم اور علوم کی ترقی سے متاثر تھے۔ اور جائز طور پر متاثر تھے، یہ نتیجہ نکالتے کہ مذہب خاص کر ایسا مذہب جو الہام پر اپنی بنیاد رکھتا ہے عقل کا دشمن ہے۔ اور جو مذہب عقل کا دشمن ہو اسے کوئی صحیح الفطرت انسان صحت مند انسان کیسے قبول کر سکتا ہے؟ یہ خیال مذہب کی اگلی پچھلی زندگی پر تبرکی صورت رکھتا تھا۔

عقل اور الہام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پہلو سے بحث کی۔ بلکہ اپنی پہلی عظیم الشان کتاب براہین احمدیہ کا بیشتر حصہ اسی خیال پر جرح و قدح کے لئے وقف کر دیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو واضح کیا کہ الہام عقل کا مخالف نہیں بلکہ عقل کو منور کرنیوالا اس کا رفیق ہے۔ جس طرح اکیلی عقل مادی علوم بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ بلکہ مادی علوم جمع کرنے کے لئے اسے حواس اور محسوسات کی ضرورت ہے جس طرح تاریخ کا علم بھی تاریخی دستاویزوں مراسلات اور دیگر آثار اور شہادتوں کے بغیر مجرد عقل اپنے اندر سے پیدا نہیں کر سکتی اسی طرح روحانی امور کے متعلق بھی یعنی ان امور کے متعلق جو ماوراء المحسوسات ہیں۔ پورا اور یقینی اور غلطی سے پاک علم، مجرد عقل اپنے زور سے پیدا نہیں کر سکتی۔ جس طرح مادی علوم کے لئے محسوسات کی ضرورت ہے۔ یعنی دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی ضرورت ہے اور علوم تاریخ کے لئے دستاویزوں اور دوسری بظاہر خاموش شہادتوں کی ضرورت ہے۔ ٹھیک اسی طرح اور انہی معنوں میں روحانی علوم کے لئے بھی عقل سرگرداں اور حیران اور بھٹکتی ہے اگر خدا کا الہام اس کا رفیق بن کر اسکو شکوک اور شبہات کے جنگل سے نکال کر نور اور معرفت کی شاہراہ پر لا کر کھڑا نہ کر دے۔ آپ نے زمانے لوگوں کو للکارا اور کہا کہ میرے پاس آؤ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں، آپ نے اعلان کیا کہ یہ غلط ہے کہ خدا کی صفت تکلم ایک زمانے تک اپنا اظہار کرتی رہی اور اس کے بعد رُک گئی ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو آج کے زمانے کے لئے اس یقین کے حاصل کرنے کی کیا صورت باقی ہے، جو پہلے زمانے کے لوگوں کو حاصل ہوتا تھا؟ آپ نے سکھایا کہ قرآن شریف ایک کامل کتاب ہے جس کا حرف حرف اور شعشہ شعشہ قابل عمل ہے۔ اور رہے گا۔ لیکن مسلمانوں کے درمیان کئی اخلاقی اور دینی کمزوریاں اور کئی قسم کے اعتقادی اور عملی مفاسد جو پیدا ہو گئے ہیں۔ اور کئی مسائل جو بے جواب پڑے ہیں۔ ان کو قرآن شریف اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے متعلق ایک کامل یقین اور معرفت کے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ یقین الہام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس زمانے میں قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا الہام نازل ہو۔ چنانچہ آپ نے کہا کہ اس زمانے میں مجھے اللہ تعالے نے اس شرف کے لئے چن لیا ہے اور میں ان تمام لوگوں کو جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور تاثیروں کے منکر ہیں پکارتا اور یہ کہتا ہوں۔ نیز ان مسلمانوں کو بھی مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ جو کہ یقین سے محروم اور اسلام کے مستقبل سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور اس زمانے میں الہام کے قائل نہیں رہے اکہ میرے پاس آئیں اور دیکھیں کہ سچے الہام میں کیا طاقت ہوتی ہے؟ اس کی کیا علامتیں ہوتی ہیں؟ اور کس طرح اس سے انسان کی دماغی الجھنیں دور ہوتی ہیں؟ جو لوگ عقل اور الہام کا مقابلہ کرتے اور یہ اثر پیدا کرنا چاہتے کہ الہام کے ماننے سے انسان عقلی ترقی سے محروم ہو جاتا ہے، اور گویا ہمیشہ کے لئے مجہول اور دوسروں کا سہارا ڈھونڈنے والا بن جاتا ہے۔ ان کو آپ نے کئی مثالوں سے عقل اور الہام کے مقام کو سمجھایا۔ آپ نے بتایا کہ الہام عقل کا قاطع نہیں، بلکہ اس کا مددگار ہے، مثلاً اگر کوئی شخص کسی بات کی تحقیق اور سراغ میں لگا ہوا اور اسے کچھ پتہ لگ رہا ہو کہ حقیقت کیا ہے۔ تو ایسے وقت میں اگر کوئی دوسرا شخص اسکو کسی اشارے سے صحیح راستے پر ڈال دے تو وہ یہ نہ کہے گا کہ یہ دوسرا شخص میرے کام میں حارج ہوا ہے۔ بلکہ اس کا شکر گذار ہو گا۔ کہ عین ضرورت کے وقت اور ضرورت کے مطابق اس شخص نے مجھے حیرانی و سرگردانی سے بچا لیا اور صحیح راستے پر ڈال دیا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کسی دور دراز کی ولایت کا سفر کر کے واپس وطن پہنچتا ہے تو ایک تو راستباز ہونے کی وجہ سے دوسرے اس وجہ سے کہ وہ جو کچھ بیان کرتا ہے اپنی شنید و دید سے کرتا ہے، اپنے سننے والوں پر عجیب اثر پیدا کرتا ہے۔ یہی حال، صاحب الہام روحانی بزرگوں کا ہوتا ہے۔ ان کا قال اور حال دونو، الہام کی رفاقت اور اس کے نور سے ایک عجیب تاثیر اور طاقت حاصل کرتے ہیں۔ باقی

درخواست دعا

مکرم شیخ محمد الدین صاحب ٹھیکیدار بھٹہ سرگودہا ہیں عرصہ سے بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں
احباب ان کی صحت کامل کے لئے دعا فرمائیں۔

سائنس سوسائٹی تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے زیر اہتمام
دو۲ علمی لیکچر

مورخہ یکم مارچ کو بوقت ۲ بجے بعد دوپہر سائنس سوسائٹی تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے زیر اہتمام کیمسٹری تھیٹر میں مکرم ڈاکٹر الیاس ڈوباش صاحب (Elias Dobash) ایم۔ایس سی (آنرز) پی ایچ۔ڈی ڈپٹی ڈائرکٹر انڈسٹریل ریسرچ لاہور اور مکرم ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب ایم۔ایس۔سی پی۔ایچ۔ڈی ہائیڈرالک آفیسر لاہور نے بالترتیب "Old Filter Paper and modern Chemistry" اور "Role of Hydreulic research in national Activities" پر معلومات افزا لیکچر دئیے۔

مکرم ڈاکٹر الیاس صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اب اخباری کاغذ کرنا فلی اور راہوالی مل میں تقریباً پچاس ہزار ٹن سالانہ تیار کیا جاتا ہے جو کہ ملکی ضروریات کے لئے کافی ہے انہوں نے تفصیلاً بتایا کہ کس طرح گھاس پھوس اور چیتھڑوں سے چند کیمیائی عملوں کے بعد فلٹر پیپر بنایا جاتا ہے۔ آپ نے فلٹر پیپر بنانے کے دو طریق بتائے۔ ایک ہاتھ سے جو کہ اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے اور دوسرا مشین سے جو گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔ آپ نے تصاویر سے فلٹر پیپر مشین کے ذریعہ بنانے کا طریقہ بھی بتایا۔ پھر آپ نے کیمیائی مسائل کی تحقیقات میں فلٹر پیپر کا استعمال تفصیل سے پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح ایک ایسے آمیزہ میں جس میں کہ پودہ مختلف عناصر موجود ہوں صرف بیس منٹ میں ایک چھوٹے سے آلہ اور فلٹر پیپر کے ذریعہ ان کی شناخت کر لی جاتی ہے۔ آپ نے وہ آلہ اور مختلف عناصر فلٹر پیپر پر علیحدہ کئے ہوئے دکھائے۔

آپ نے بتایا کہ عناصر کی شناخت کا یہ طریقہ ابھی حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔ اس کے ذریعہ سے نہ صرف وقت اور محنت کی بچت ہوتی ہے بلکہ کیمیائی مرکبات بھی بہت کم مقدار میں خرچ ہوتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ فلٹر پیپر کے اس جدید استعمال کے متعلق مزید تحقیقات کی جا رہی ہے۔ جس سے امید ہے کہ بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔ آپ کا لیکچر تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔ لیکچر کے بعد چند سوالات بھی کئے گئے جن کا جواب دینے پر سامعین کو مزید معلومات حاصل ہوئیں۔

آپ کے بعد مکرم میر مشتاق احمد صاحب نے لیکچر دیا۔ انہوں نے سب سے پہلے اپنے موضوع کو عام فہم بنانے کے لئے موضوع کی تشریح کی اور بتایا کہ ہائیڈرالکس اس سائنس کو کہتے ہیں جس کا تعلق پانی کے بہاؤ کے ساتھ ہے اور ہائیڈرالک ریسرچ سے مراد وہ تحقیقات ہیں جو کہ پانی کے بہاؤ کا مطالعہ کرنے کے بعد پانی کو قابو میں رکھنے کے لئے اور اس کو استعمال میں لانے کے لئے کی جاتی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح بند اور بیراج بنائے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بند اور بیراج بنانے سے پہلے ان کے ماڈل تیار کئے جاتے ہیں۔ جن کے ذریعہ مختلف حالات کو مدنظر رکھ کر تحقیقات کی جاتی ہیں اور پھر انہیں تعمیر کیا جاتا ہے۔ آپ نے مختلف بیراج کی تصاویر دکھا کر بتایا کہ کن کن جگہ پر کونسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور پھر کس طرح ان پر قابو پایا گیا۔ آپ نے سمندر کے کنارے بندرگاہیں تعمیر کرنے کا طریق بھی بتایا کہ کس طرح سمندر کی تباہ کن لہروں سے انہیں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ آپ کا لیکچر تقریباً پینتالیس منٹ جاری رہا

آپ نے سیلاب کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ سیلاب کی روک تھام کے دو طریق ہیں۔ ایک یہ کہ دریاؤں کے بالائی حصہ پر مناسب کنٹرول کیا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ دریاؤں کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے بند لگائے جائیں یا پانی جمع کرنے کے لئے مصنوعی جھیلیں بنائی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ دوسرا طریقہ بہت مہنگا پڑتا ہے مگر پہلا طریقہ آسان اور کم خرچ ہے۔ مگر وہ اس طرح اختیار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہمارے تمام دریا کشمیر سے نکلتے ہیں اور وہ ہمارے قبضہ میں نہیں۔ اگر کشمیر ہمارے قبضہ میں ہو تو پھر سیلابوں کا مسئلہ آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔

آپ نے اپنی تقریر کے دوران بتایا کہ ہائیڈرالک ریسرچ زمانہ امن اور جنگ دونوں میں مفید ثابت ہوئی ہے زمانہ جنگ کی افادیت کو واضح کرتے ہوئے آپ نے بتلایا کہ اتحادی فوجوں کے نارمنڈی میں اترنے سے قبل وہاں ایک مصنوعی بندرگاہ تعمیر کی گئی تھی۔ اور اس کی تعمیر سے پہلے نمونوں کے ذریعہ سارے منصوبے کی تحقیق کی گئی تھی۔

سامعین نے دونوں لیکچر بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنے۔

(سیکرٹری سائنس سوسائٹی)

میونسپل الیکشن قادیان میں محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل کی نمایاں کامیابی

یہ خبر خوشی اور مسرت سے سنی جائے گی کہ میونسپل الیکشن قادیان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل نمایاں طور پر کامیاب ہو گئے ہیں۔ آپ نے ۵۲۶ ووٹوں میں سے ۴۵۸ ووٹ حاصل کئے۔ جبکہ مدمقابل جن سنگھی امیدوار صرف ۶۲ ووٹ حاصل کر سکا۔ الحمد للہ :

مورخہ ۲۷ فروری کو بعد نماز عصر اس کامیابی کی خوشی میں مقامی جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک دعوت عصرانہ کا انتظام کیا گیا۔ جس میں معززین شہر کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس دعوت میں مشرقی افریقہ سے تشریف لائے ہوئے دو احمدی بھائی مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب ڈرا اور مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب بھی شامل ہوئے۔ مکرم خواجہ صاحب نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے اثر و نفوذ پر بہت مؤثر رنگ میں روشنی ڈالی۔ بعض غیر مسلم معززین نے بھی تقاریر کیں۔ جن میں انہوں نے جماعت احمدیہ کے اعلیٰ اخلاقی نمونہ کی بہت تعریف کی

یوم مسیح موعودؑ ۲۲ مارچ کو ہوگا

(از حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

امسال "یوم مسیح موعود" ۲۲ مارچ کو منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تمام جماعتوں کے امراء اور عہدیداران کو چاہیئے کہ اس روز اس مبارک تقریب کو شایان شان طریق پر منانے کا اہتمام کریں اور رپورٹیں بھجوائیں

واضح رہے کہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ۲۳ مارچ کا دن بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ کے مقام پر سب سے پہلی بیعت ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لی تھی اور جماعت احمدیہ کا قیام معرض وجود میں آیا تھا۔ اس دن کی یاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات و معجزات نیز آپ کے احسانات اور تعلیمات کے تذکرہ کے لئے تقریب منانا ضروریات سے ہے۔ چونکہ ۲۳ مارچ کو یوم استقلال پاکستان ہے۔ اس لئے یوم مسیح موعودؑ کے لئے ۲۲ مارچ کا دن رکھا گیا ہے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ ابھی سے جلسوں وغیرہ کیلئے تیاری شروع کر دیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

ریلوے میں ضرورت

کلرک گریڈ دوم ۶ خالی اسامیاں تنخواہ ۷۵-۵-۱۰۰-۵-۱۵۰-گرانی الاؤنس وغیرہ علاوہ۔ شرائط بی اے یا بی۔ایس۔سی یا سینئر کیمبرج عمر ۱۴ کو ۲۰ تا ۳۰
کلرک گریڈ اوّل۔ خالی اسامیاں ۸۵ ۔ ویٹنگ لسٹ کیلئے ۵۰ زاید تنخواہ ۱۰۰ ۔۔۔ ۵-۱۲۰ گرانی الاؤنس علاوہ۔
شرائط۔ میٹرک سیکنڈ ڈویژن قابل امیدواران کیلئے مراعات۔ ٹائپ سپیڈ ۳۰ فی منٹ۔ مجوزہ فارم قیمتی ایک روپیہ میں درخواستیں ۱۳/۴/۵۹ تک بنام ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور۔ (پاکستان ٹائمز ۲/۳/۵۹) ناظر تعلیم۔ ربوہ

ہفتۂ تحریک وصیت ختم ہوگیا

احباب کرام! ہفتۂ تحریک وصیت ۲۸ فروری کو ختم ہوچکا ہے۔ اب نظارت بہشتی مقبرہ اس تحریک کے نتائج معلوم کرنے کی متمنی ہے۔ جن احباب اور خواتین نے اس ہفتہ کے اندر وصیتیں لکھ دی ہوں وہ مہربانی فرما کر ان کو ہر جہت سے مکمل کر کے ارسال فرما دیں اور اس میں تاخیر نہ کریں اور جنہوں نے وصیت کرنے کا ارادہ کر لیا ہو وہ اپنے ارادے کو جلد از جلد عملی صورت میں لانے کی کوشش کریں۔ وصیت کرنا اسلام کی اشاعت اور بیوگان اور یتامیٰ کی امداد کرنا ہے۔ اس میں تردد اور تذبذب اختیار کرنا مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو املاک و اموال آج کسی کو عطا فرمائے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ کل کو وہ ان کا وارث رہیگا یا نہیں۔ دنیا پر ایک انقلاب آرہا ہے۔ شاہوں سے لیکر گداؤں تک اس انقلاب سے متاثر ہورہے ہیں۔ پس وہ احباب جن کا ارادہ وصیت کرنے کا ہے وہ جلدی کریں کہ یہ ایسی اعلیٰ درجہ کی نیکی کا کام ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کر دیگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا ان کو حاصل ہو جائے گی۔

۲۰؍مارچ تک دفتر میں آجانے والی وصیتوں کو یہ ترجیح دی جائے گی کہ وہ ہفتہ تحریک وصیت کا نتیجہ سمجھی جائیں گی۔ اور موصیوں کے نام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور دعا کیلئے پیش کر دیئے جائیں گے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اعلان برائے تعلیم القرآن کلاس

زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

حسب سابق اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے ماتحت رمضان کے مہینہ میں تعلیم القرآن کلاس لگائی جائے گی۔ جس کا کورس مندرجہ ذیل ہوگا۔

۱۔ قرآن کریم کے ابتدائی دو سیپارے معہ ترجمہ اور معمولی تفسیر۔
۲۔ حدیث کی کتاب۔ نبراس المومنین۔
۳۔ کلام کی کتاب۔ دعوۃ الامیر۔
۴۔ سیرۃ و تاریخ کی کتاب۔ (۱) نبیوں کا سردار (۲) سلسلہ احمدیہ۔
۵۔ فقہ۔ فقہ احمدیہ حصہ اول۔
۶۔ عربی کی کتاب حصہ اول۔

قیام و طعام کا انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ذمے ہوگا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

سید مقصود احمد صاحب حیدر آبادی کہاں ہیں؟

میرے بڑے بھائی سید مقصود احمد صاحب جو موٹر ڈرائیوری کرتے تھے اور گزشتہ سال لاہور اومنی بس میں ملازم تھے سات آٹھ ماہ سے لاپتہ ہیں اور تاحال ان کے متعلق کوئی علم نہیں ہو سکا۔ ان کے والدین اور دیگر رشتہ دار سخت پریشان ہیں۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی دوست کو ان کا علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔
خاکسار سید مسعود احمد حیدر آبادی واقف زندگی
دفتر وکیل المال تحریک جدید ربوہ

اعلان دربارہ انتخابات عہدیداران

جماعت ہائے احمدیہ

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کی موجودہ سہ سالہ تقرر کی میعاد ۳۰؍۴؍۵۹ کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ تین سالوں کے لئے عہدیداران کا انتخاب جلد از جلد کروایا جانا مطلوب ہے جس کے لئے ۳۱؍۳؍۵۹ تک کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ اس تاریخ تک تمام عہدیداران کے انتخابات ہو کر مرکز (یعنی دفتر ناظر اعلیٰ) میں پہنچ جانے چاہئیں تاکہ ضروری کارروائی کے بعد منظوری دی جاسکے۔ اس ضمن میں انتخابات کے قواعد اخبار الفضل مورخہ ۷، ۸ فروری میں شائع ہو چکے ہیں انہیں مدنظر رکھ کر انتخابات کئے جائیں۔ تاہم اگر کسی جماعت کو ان قواعد کی ضرورت ہو۔ تو اطلاع دے کر دفتر ہذا سے منگوا سکتی ہے۔ بعض جماعتیں یہ لکھ دیتی ہیں کہ ہماری جماعت کے سابقہ عہدیداران ہی رہنے دیئے جائیں یہ طریق درست نہیں۔ تمام عہدیداران کے از سر نو انتخاب ہونے چاہئیں۔ جن عہدیداران کی منظوری حال میں دی گئی ہے۔ ان عہدیداران کا انتخاب سہ سالہ بھی ہونا ضروری ہے۔

انتخابات کی رپورٹیں نظارت علیا میں آنی چاہئیں۔ بعض جماعتیں یہ رپورٹیں دوسری نظارتوں یا دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا دیتی ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس طرح سے انتخاب کے کاغذات پر کارروائی نہیں ہو سکتی اور منظوری دینے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے انتخاب کی رپورٹیں نظارت علیا میں بھیجی جائیں۔ ایسے احباب جو موصی ہوں۔ اور کسی عہدہ کے لئے منتخب ہوتے ہوں۔ ان کے نام کے ساتھ لفظ موصی اور ان کا وصیت نمبر ضرور درج کیا جائے۔ تاکہ ان کے بقایا وصیت کے متعلق تحقیق کرنے میں دقت نہ ہو۔ اور فیصلہ میں تاخیر نہ ہو۔

تمام امراء ضلع اس امر کی نگرانی کا انتظام کریں کہ کوئی جماعت ایسی نہ رہ جائے جس کا انتخاب ہو کر دفتر ھذا میں نہ پہنچ جائے۔ نیز یہ کہ انتخاب قواعد کے مطابق کئے جارہے ہیں۔

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کیلئے اجتماعی دعائیں اور صدقات

چنیوٹ بعد نماز جمعہ چنیوٹ کی جماعت نے ایک بکرا کا صدقہ کیا۔ اجتماعی دعائیں کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو سلامتی کے ساتھ لمبی کام کرنے والی زندگی عطا فرمائے۔

(شیخ سلطان علی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چنیوٹ)

دارالفضل ربوہ

مورخہ ۲۶؍۲؍۵۹ کو فوری طور پر دارالفضل کے اڈہ لاری ربوہ اور چونگی کے محلہ نے ایک بکرا صدقہ دیا۔ اور اجتماعی طور پر حضور ایدہ اللہ کی صحت کے لئے دعا بھی کی گئی۔ (شیخ نذیر احمد فیض)

سال رواں ۵۸-۵۹ء کی پہلی سہ ماہی میں چندہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ

سو فیصدی ادا کرنے والی مجالس

(۱) سلیم پور (سیالکوٹ)
(۲) گھرڈہ "
(۳) گکھڑ گوجرانوالہ
(۴) چک ۴۲ سرشمیر روڈ لائلپور
(۵) چک ۲۱۹ گنڈا سنگھ (لائلپور)
(۶) کنڈیارو (نواب شاہ)
(۷) چک ۲۱ ددوہ

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

تونسہ بیراج — چند نمایاں خصوصیات

صدر جنرل محمد ایوب خاں نے تونسہ بیراج کا افتتاح کر دیا ہے۔ یہ ایک کثیر المقاصد منصوبہ ہے۔ جو آبپاشی کی سہولتوں میں اضافہ کرے گا۔ اور آمد و رفت کی آسانیاں مہیا کرے گا۔ تونسہ اپنے علاقے میں رسل و رسائل کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ دریائے سندھ پر سکھر اور کالا باغ کے درمیان کوئی سڑک یا ریلوے کا پل نہیں ہے۔ تونسہ بند ایک پہاڑی نالے پر بنایا گیا ہے۔ یہ پاکستان کے سب سے بڑے منصوبوں میں شامل ہے۔ یہ بند تونسہ کی بستی سے پندرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور اس کی تعمیر پر بارہ کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ایک میل لمبا یہ بند دریائے سندھ پر چوتھا اور مغربی پاکستان میں تعمیر ہونے والا پندرھواں بند ہے۔ اس سے ڈیرہ غازیخاں اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں بیس لاکھ ایکڑ اراضی سیراب ہو گئی۔ پانی کی بہم رسانی کو پھاٹکوں کے ذریعہ قابو میں رکھا جائے گا۔ سندھ سے اس وقت تک پانی کے زیادہ سے زیادہ اخراج کا ریکارڈ دس لاکھ کیوسک رہا ہے اور بند کی تعمیر کے وقت اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر بند کا ڈیزائن ایسا رکھا گیا ہے۔ کہ اس سے بارہ لاکھ کیوسک پانی خارج ہو سکے۔ مگر اس کے انجنیئروں کو توقع ہے کہ اس سے اٹھارہ لاکھ کیوسک تک پانی آسانی سے خارج ہو سکتا ہے۔ اور اس کے بعد بھی بند کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچے گا۔

اس منصوبے سے دو نہروں — ڈیرہ غازیخاں نہر اور مظفر گڑھ نہر کو پانی مہیا کیا جائے گا۔ اور ان سے زیادہ سے زیادہ بالترتیب تیرہ ہزار اور سات ہزار کیوسک پانی کے اخراج کی گنجائش ہے۔

بیراج کا ایک انتہائی مفید پہلو یہ ہے کہ اس نے ڈیرہ غازیخاں کے نہ صرف سندھ پار کے علاقوں کو بلکہ وسیع غیر مشمولہ علاقوں کو بھی جن میں زیادہ تر بلوچی آباد ہیں۔ باقی ملک سے ملا دیا ہے۔ اس سے قبل یہ وسیع و عریض علاقہ جو پچاس ہزار مربع میل میں پھیلا ہوا ہے۔ سال کے بعض حصوں میں ملک کے دوسرے علاقوں سے کٹ جاتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس علاقے کی ترقی ناہموار رہی ہے۔ اور اس کے باشندوں کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر معمول سے زیادہ سرمایہ خرچ ہوتا ہے۔ تونسہ کے منصوبے کی تکمیل سے قبل دریائے سندھ پار کرنے کے لئے چھ ماہ تک کشتیوں کا پل استعمال کیا جاتا تھا اور چھ ماہ کے لئے غازی گھاٹ تک سٹیمر سروس جاری کی جاتی تھی۔ مگر اب دریا پر پل بن جانے کے بعد یہ راستہ سال بھر کھلا رہے گا اس طرح لاہور کو ملتان کے راستہ کوئٹہ سے ملانے والی شاہراہ نے مزید اہمیت حاصل کر لی ہے

بیراج کا ہیڈ ورکس چونکہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے اب ان دونوں نہروں کو کھودنے کی طرف زیادہ توجہ کی جا سکے گی۔ جن کو اس سے پانی مہیا کیا جائے گا۔ توقع ہے کہ ان نہروں کی تعمیر کا کام اس سال ستمبر تک مکمل ہو جائے گا اور ربیع ۱۹۵۹ء سے ان چار درجن چھوٹی نہروں کو پانی ملنے لگے گا۔ جو بڑی نہروں کا پانی تقسیم کرنے کی غرض سے بنائی جا رہی ہیں۔ جن علاقوں کو یہ نہریں سیراب کریں گی۔ ان کی آبادکاری اور انہیں ترقی دینے کے کام کی رفتار تیز کرنے کی تجاویز پر بھی عملدرآمد شروع کر دیا گیا ہے۔ متعلقہ محکموں نے مزید طبی اور تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانے۔ نئی سڑکیں بنانے، زراعت اور مویشیوں کے فارم قائم کرنے اور نئے صنعتی ادارے قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی کام شروع کر دیا ہے۔

پیداوار میں اضافہ

اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ نہروں کے اس وسیع جال میں جیسے ہی پانی پہنچے گا۔ بیس لاکھ ایکڑ میں پھیلا ہوا یہ بنجر علاقہ سرسبز بن جائے گا اور اس میں ہرے بھرے کھیت لہلہانے لگیں گے غلہ کی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہو گا۔ اور ہم درآمد ی غلہ کے محتاج نہیں رہے گے۔ توقع ہے کہ بیراج کی نہروں سے آبپاشی کے بعد پیداوار میں ڈھائی لاکھ ٹن اضافہ ہو گا۔ اس میں ایک لاکھ اکتیس ہزار ٹن گندم، ۱۵ ہزار ٹن چاول اور ۶۶ ہزار ٹن گنا شامل ہو گا۔ اس کے علاوہ روئی کی پیداوار میں بائیس ہزار ٹن اضافہ ہو گا۔ اس سے حکومت کو ہر سال بیس کروڑ روپے کی آمدنی ہو گی۔

اس وقت تک یہ علاقہ صوبائی حکومت کے لئے ایک بار بنا رہا ہے اور اسے دوسرے علاقوں سے غلہ فراہم کیا جاتا رہا ہے۔ موسم سرما میں اس علاقے میں گندم کی قیمت پچیس سے تیس روپے من تک پہنچ جاتی ہے

تعمیر سے قبل

بیراج کا نقشہ تیار کرنے اور اس کے لئے موزوں ترین جگہ کے انتخاب میں دو سال کے قریب وقت صرف ہوا ہے۔ اس دوران میں لاہور کے محکمہ آبپاشی کے تحقیقاتی ادارے نے متعدد تجربے کئے جس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ بیراج کے لئے مجموعی طور پر پچاس میل لمبے بند اور پشتے وغیرہ تعمیر کئے جائیں۔

بیراج کے علاقے کو بجلی مہیا کرنے کی غرض سے شیر شاہ ہائیڈل پروجیکٹ کے نام سے ایک علیحدہ بجلی گھر تیار کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

کیونکہ ورسک اور منگلا کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے اور سوئی گیس ملتان اور سابق پنجاب کے دوسرے شہروں تک پہنچانے پر کافی روپیہ خرچ ہو گیا ہے اس منصوبے پر چھ کروڑ روپے کا اندازہ تھا۔ اور اس کے تحت ایک لاکھ کیلوواٹ بجلی پیدا کی جانے والی تھی۔ جو ٹیوب ویل چلانے نیز مظفر گڑھ بہاولپور اور سابق پنجاب میں صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لئے استعمال کی جاتی۔ توقع ہے کہ منگلا بند کا منصوبہ اور سوئی گیس بہم رسانی کا کام مکمل ہونے کے بعد بجلی کے اس منصوبے پر دوبارہ غور کیا جا۔ تاہم اس کے تحت ایک ریگولیٹر تعمیر کر دیا گیا۔ جس کے ذریعہ حسب ضرورت ۱ چالیس فٹ بلند آبشار کو پانی مہیا کیا جا سکتا ہے۔

نمایاں خصوصیت

تونسہ بیراج پاکستان کا واحد منصوبہ ہے جس کے لئے کسی غیر ملکی ماہر کی خدمات حاصل نہیں کی گئیں۔ بیراج کے پھاٹک اور بیرنگ بھی ملک کے اندر ہی تیار کئے گئے ہیں۔ اس پروجیکٹ کے لئے بیس ہزار ٹن فولاد استعمال کیا گیا ہے۔ اور چار پانچ ہزار مزدور اس پر دن رات کام کرتے رہے ہیں۔ اس منصوبے کی تکمیل کے بعد دریائے سندھ سیلاب کے دنوں میں قہر خداوندی بن جاتا ہے سو ب وسیلہ رحمت ثابت ہونے لگے گا۔

تونسہ بیراج — اہم اعداد و شمار

بیراج پر لاگت	— بارہ کروڑ روپے
بیراج کی لمبائی	— ۴۳۴۶ فٹ
گیٹوں کی تعداد	ساٹھ ساٹھ فٹ کے ۶۴ گیٹ۔
اوڈے برج	۳۲ فٹ کی چوڑائی۔ اس میں دونوں طرف چھ چھ فٹ چوڑا فٹ پاتھ ہے۔
ریل کا پل	— ساڑھے پانچ فٹ گیج
مارجینل بند	بایاں بند ۲۷ میل؛ دایاں بند ۸ میل

نہروں کی لمبائی

ڈیرہ غازی خاں کنال	— ایک سو میل
خانگل	— ۱۷۴ میل
مظفر گڑھ	— ۱۰۴ میل

نہروں کا اخراج

ڈیرہ غازی خاں	— ۹۷۴۴ کیوسک
فاضل	— ۱۲۸۳۸ کیوسک
مظفر گڑھ	— ۷۳۸۷ کیوسک

علاقے

مجموعی	ڈیرہ غازی خاں	— ۱۲۷۱۸۹ ایکڑ
	مظفر گڑھ	— ۷۷۲۸۷ ایکڑ

بیراج میں استعمال ہونے والے سامان کی تفصیل

پتھر وغیرہ	— ۱،۸۰،۰۰،۰۰۰ مکعب فٹ
لکڑی	— دس لاکھ مکعب فٹ
سیمنٹ	— ۱۰۴۰۰۰ ٹن
سلاخیں	— ۸۹۰۰ ٹن
اینٹیں	— چالیس لاکھ مکعب فٹ
ریت	— ۷۰ لاکھ مکعب فٹ

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ لمبے عرصہ سے بیمار ہے۔ نیز خاکسار کے دو بڑے لڑکے ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ میری اہلیہ کی صحت یابی کے لئے اور بچوں کے خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

رحمت حق۔ گنج مغلپورہ۔ لاہور

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

"پانی کے متبادل وسائل تلاش کرنے پڑیں گے"

بھارتی دھمکیوں کے پیش نظر صدر جنرل محمد ایوب کا بیان

پشاور ۹ مارچ ۔ صدر جنرل محمد ایوب خان نے کل سہ پہر یہاں اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ۔ بھارت نے پاکستان کو نہری پانی بند کرنے کی جو دھمکی دی ہے ۔ اس کے پیشِ نظر یہ ضروری ہوگیا ہے کہ پاکستان ایسی متبادل سکیمیں اور منصوبے تیار کرے، جس سے پانی کے وسائل میں ہونے والی اس زبردست کمی کو پورا کیا جا سکے جو بھارت کی طرف سے نہری پانی بند ہونے کی صورت میں پیش آئے گی۔

صدر نے کہا کہ پاکستان کے بعض حصے شور کی وجہ سے ناکارہ بن رہے ہیں ۔ ورسک جیسے منصوبے ایک طرف بجلی کی کمی دور کریں گے، دوسری طرف بنجر اراضی کو سرسبز و شاداب بھی کریں گے۔

صدر ایوب نے ورسک بند کے طریق کار پر اطمینان ظاہر کیا جو مقررہ وقت سے پہلے مکمل ہو جائے گا ۔ آپ نے کہا کہ حکومت کینڈا کے تعاون سے جب یہ کثیر المقاصد منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا تو اس سے پاکستان کے وسائل اور ترقی میں بڑا اضافہ ہو جائے گا ۔

اس سے پہلے ورسک کے قریب ملاغوری کے جرگہ کے ملکوں سے خطاب کرتے ہوئے صدر ایوب نے کہا " حکومت پاکستان ریاست جموں و کشمیر کو آزاد کرانے کی پوری پوری کوشش کر رہی ہے ۔ اور اس غرض کے لئے اپنے بہترین وسائل اور صلاحیتوں کو کام میں لا رہی ہے "

آپ نے یقین دلایا کہ حکومت کشمیریوں کو آزادی دلانے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی ۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گی ۔ اسلئے فی الحال آپ صبر سے کام لیں۔

صدر نے یہ بات اس وقت کہی جب قبائلی ملکوں نے ان سے یہ مطالبہ کیا ۔ کہ قبائلیوں کو اپنے کشمیری بھائیوں کو آزاد کرانے کی اجازت دی جائے ۔

سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ہفتہ وار قندیل کا تبصرہ

مصنفہ فضل الرحمن نعیم ۔۔۔۔ ناشر ۔ ملک فضل حسین مینجر احمدیہ کتابستان ربوہ ضلع جھنگ ۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات ۔ کاغذ ، کتابت ، طباعت گوارا ۔۔۔۔ قیمت مجلد ایک روپیہ غیر مجلد صرف بارہ آنے ۔

اسلام کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی کی سوانح اور سیرت کو مرتب نے بڑے بصیرت افروز انداز میں پیش کیا ہے ۔ اس کتاب کا مطالعہ ایمان کی تقویت کا باعث ہے ۔ حضرت ابوبکر مردوں میں اسلام قبول کرنے والے پہلے انسان ہیں ۔ آپ نے یارِ غار کا لقب بھی پایا ہے ۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ سرورِ کائنات پیغمبر اسلامؐ کے بہت قریب گزرا ہے ۔

اس کتاب کے ذریعہ مرتب نے نہ صرف سوئے ہوئے ضمیروں کو جگانے کی کوشش کی ہے بلکہ انہوں نے اسلام کی جدید تبلیغ کا مقدس فریضہ بھی بطریق احسن انجام دیا ہے ۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ۔

درخواست دعا

میرے والد محمد رمضان خان صاحب مع میری والدہ صاحبہ اور اپنے ایک پوتے کے جزائر فجی سے ۲۸ فروری کو پاکستان کے لئے روانہ ہو چکے ہیں ۔ ان کا ارادہ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہونے کا ہے ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں خصوصاً اور دیگر تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں سے عموماً درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں بخیریت لائے اور قیام پاکستان کے دوران میں بیعتِ خلافت کی بھی سعادت بخشے اور ان کو جزائر فجی میں صحیح رنگ میں اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔

(بدر النساء خانم اہلیہ شیخ انوار رسول صاحب پونچھ ہاؤس کالونی لاہور)

روزنامہ الفضل کا مسیح موعود نمبر

مورخہ ۲۲ مارچ کو یوم مسیح موعود کی مبارک تقریب ہے ۔ اس موقع پر روزنامہ الفضل کا مسیح موعود نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو انشاء اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور حضورؑ کے عظیم الشان کارناموں کے متعلق نہایت نہایت قیمتی مضامین پر مشتمل ہوگا ۔ یہ نمبر چونکہ یوم مسیح موعود سے قبل ہی شائع ہو جائیگا اور وقت بہت کم ہے اسلئے سلسلہ کے علماء کرام اور صاحبِ قلم احباب سے درخواست ہے کہ جلد سے جلد اپنے مضامین ارسال فرمائیں ۔ مشتہرین و ایجنٹ صاحبان بھی فوراً آرڈر بک کرالیں۔

(مینجر الفضل ربوہ)